نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیقی اور دف میں پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

آج کل میوزک (موسیقی) میں نعتیں پڑھی جارہی ہیں مارکیٹوں میں اِس طرح کی کسیٹیں ملتی ہیں اور P.T.V پر بھی موسیقی کے ساتھ نعتیں دکھائی جاتی ہیں کیا یہ سب دُرُست ہے؟

سائل محمد اسلم نیو کراچی

الجواب بعون الملک العزیز العلام الوھاب منه الصدق و الصواب

صورت مسئلہ بالا میں نعت اور موسیقی (میوزک) کو خلط ملط کرنا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیسی نامناسب اور غلط روش ہے کہ نعت ایک مقصد اور جائز امر ہے جبکہ موسیقی سراسر غلط اور دل میں خطرات پیدا کرنے والا اور نفاق پیدا کرنے والا مُعاملہ ہے اور دل کو یادِ خدا سے غافل کردینے والا مُعاملہ ہے اور شیطانی راہ کے قریب کرنا ہے۔ مشہور ہے کہ جب حضرت داوٗد علیہ السلام زبور سناتے تھے مجمع عام میں، تو شیطان نے آپ علیہ السلام کی مخالفت میں یہ سلسلہ شروع کیا تھا کہ موسیقی اور گانے باجے کے ساز و سامان کے ذَریعے لوگوں کو اکھٹا کرتا تھا اور حضرت داوٗد علیہ السلام سے لوگوں کو ورغلانا شروع کردیا پس یہ شیطانی آلات ہوئے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں جس کو سماع کہا جاتا ہے ہمارے عرف میں اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم نعت خوانی دوسری قوالی۔ نعت خوانی کی تعریف یہ ہے کہ بغیر طبلہ، سارنگی، مزامیر وغیرہ کسی محفل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا رب تعالیٰ یا اولیاء، علماء، فقہاء یا صحابہ یا اہلِ بیت، اکابر دین امّت کا ذِکرِ پاک بطریقہ نظم اشعار کیا جائے خواہ اکیلا آدمی یا چند مل کر۔ قوالی کی تعریف یہ ہے کہ یہی سب کچھ ڈھول، طبلہ، سارنگی سے کیا جائے۔ نعت خوانی میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں سب جائز مانتے ہیں۔ قوالی میں اختلاف ہے میری گفتگو قوالی کے بارے میں ہوگی کہ وہی متنازعہ فیہ ہے سماع یعنی قوالی کا رواج مسلمانوں میں دَورِ تبع تابعین کے بعد شروع ہوا اس وقت بھی صحیح اور غلط قِسم کی قوالیاں تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء و صوفیاء نے اپنے مکتوبات میں اسے جائز لکھا اور بعض نے قطعاً ناجائز و حرام جس نے حرام کہا وہ بھی صحیح جس نے صحیح کہا اس نے صحیح قوالی کو جائز کہا اس زمانے کے اختلاف سے ہم کسی کو بُرا نہیں کہہ سکتے مگر آج کل سب قوالیاں غلط ہیں صحیح قوالی وہ ہے جس میں علماء کی بیان کردہ چھ شرطیں موجود ہوں غلط وہ ہے جس میں ان شرائط میں سے ایک بھی نہیں ہے (شرائط آگے مُلاحظہ فرمائیں) تو ان متقدمین کے حوالے موجودہ قوالی کے جواز میں پیش کرنا سراسر نادانی ہے جس سے ان علماء و فقہاء کی گستاخی ہوتی ہے جنہوں نے قوالی کو ناجائز قرار دیا اور صحیح قوالی کے جواز کے قائل

متقدمین کے اقوال کو آڑ بنانا بھی ان کی توہین ہے کہ غلط کے یہ بھی خلاف تھے۔ ہمارے زمانے میں شریعت کی رُو سے مطلقاً قوالی، گانا بجانا، ڈھول، ناچنا گودنا سب قطعاً حرام ہیں۔ قوالی خواہ نعت کی ہو یا فلمی گانوں کی بلکہ طبلہ پر نعت پڑھنا زیادہ حرام ہے کیونکہ آقائے دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ڈھول باجے کے ساتھ لیا جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ڈھول، باجے کھیل گود میں شمار ہیں اور اسلام میں بجز چند کھیلوں کے سب باطل و حرام ہیں چنانچہ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے کہ **کل لهو باطل الاثلاث** ''یعنی ہر کھیل باطل ہے مگر تین۔'' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ **کشف المحجوب** ص ۳۱۷ پر فرماتے ہیں کہ طبلہ، مزامیر وغیرہ سب سے پہلے ابلیس لعین نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقابلے میں پیدا کیا اس سے پہلے کوئی ڈھول، طبلہ وغیرہ نہ تھا چنانچہ ارشاد ہے،

ابلیس را اضطراب طبعی قوت گرفت و نائے و طنبور بساخت اندو برابر مجلس سماع داؤد علیه السّلام مجلسے فرو گسترا نید آں گروہ که اهل شقاوت بو دندبمزا میرابلیس مائل شدند

''یعنی ابلیس کو سخت اضطراب ہوا اور اس نے بانسری اور ستار ایجاد کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سماع کی مجلس کے برابر ایک مجلس لگائی وہ گروہ جو اہل شقاوت تھا ابلیس کے مزامیر کی جانب مائل ہو گیا۔''

آقائے علی ہجویری علیہ الرحمۃ کی اس عبارت مقدسہ سے دو باتیں ظاہر ہوئیں پہلی ڈھول باجے وغیرہ کی تاریخ اور دوسری اس کا موجد ابلیس ہے۔ ایک عالم نے داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں حلت قوالی پر ایک لکھنے والا ہوں تو گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے اس کو فرمایا تھا کہ اے خواجہ امام آپ ایسی چیز کو حلال کریں گے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے چنانچہ **کشف المحجوب** ص ۳۱۶ پر ارشاد ہے کہ

خواجه امام لهوے راکه اصل همه فسقها است حلال کرد

''یعنی محترم امام نے جو تمام فسق و فجور کی جڑ ہے اسے حلال ٹھہرادیا۔''

ثابت ہوا کہ قوالی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں سب سے بڑا گناہ بلکہ اصل گناہ ہے آپ علیہ الرحمۃ متعدد جگہ قوالی کو حرام فرماتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی قوالی کو حرام فرماتے ہیں اور قوالی کو گناہِ کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں چنانچہ **احیاء العلوم** ص ۱۵۱ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابوالطیب طبری کا قول نقل فرماتے ہیں،

واما ابو حنیفة رضی اللہ عنه فانه کان یکره ذالک ویجعل سماع الغناء من الذنوب وکذالک سائر اهل الکوفة سفیان الثوری و حماد و ابراهیم الشعبی رحمة اللہ علیهم وغیرهم (الخ)

''یعنی جہاں تک حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ اس کو مکروہ قرار دیتے تھے اور غنا کے سننے کو گناہ قرار دیتے تھے اور اسی طرح تمام اہل کوفہ سفیان ثوری اور حماد اور ابراہیم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔''

ثابت ہوا کہ حنفی مسلک میں بھی مروجہ قوالی حرام ہے اگرچہ امام مالک علیہ الرحمۃ وغیرہ مجتہدین کرام کے نزدیک بھی قوالی مذکورہ حرام ہے مگر چونکہ سائل و مدعی علیہ و مفتی و مستفتی سب حنفی ہیں اس لئے قول امام رحمۃ اللہ علیہ ہی حجت ہے خود امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جس قوالی کے حق میں ہیں آج کل وہ قوالی نہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حلت قوالی میں بہت اقوال ذکر فرمائے ہیں مگر امام اعظم کے بارے میں وہ بھی کوئی دلیل حلت پیش نہ کر سکے اور علامہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام اعظم کے قول کے مقابل غیر معتبر ہے لہٰذا عندالاحناف حجت نہیں ہے مسلک حنفی کی کتاب فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم ص ۲۵۲ پر ہے،

قال رحمة اللہ تعالی السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه والغناء والمزامیر سواء

''فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے کہ سننا اور قوالی کرنا اور وہ رقص کرنا جس کو ہمارے زمانے میں صوفی کرتے ہیں حرام ہے اس کی طرف ارادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس پر بیٹھنا جائز نہیں ہے اور غنا اور مزامیر دونوں برابر ہیں۔''

یعنی مروجہ قوالیاں حرام اور مزامیر وغیرہ بھی حرام ہیں کچھ جاہل صوفی اس کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں فتاویٰ ھندیہ میں ہے **وجوزه اهل التصوف** ''اور اسے جائز قرار دیا ہے اہل تصوف نے۔'' لیکن چونکہ حلت و حرمت قانون شرعی ہے اربعہ تفاسیر صفحہ نمبر ۵۹۹ پر ہے،

ان مذهب اهل السنّة انه لا یثبت بالعقل ثواب ولا عقاب ولا ایجاب ولا تحریم ولا غیر ذالک من انواع التکلیف ولا یثبت هذه الا شیاء کلها ولا غیرها الا باشرع

''بے شک اہل سنّت کا مذہب یہ ہے کہ نہ ثابت ہوگا ثواب اور نہ ہی عذاب اور نہ کسی چیز کو واجب کرنا اور نہ کسی چیز کو حرام ٹھہرانا اور تکلیف شرعی میں سے کچھ اور نہ یہ تمام چیزیں ثابت ہوں گی اور نہ ان کا غیر مگر شرع ہے۔''

اس لئے یہاں علماء وفقراء کی بات معتبر ہوگی نہ کہ صوفیاء کی۔ فتاویٰ قاضی خان ج۳ص۴۰۶ پر ہے،

اما استماع صوت الملاهی کالضرب والقضیب وغیر ذالک حرام و معصیة لقوله علیه الصلوٰة والسّلام

استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسوق والتلذذ بها من الکفر

''اور رہ گیا آلات لھوولعب کا سننا سنانا جیسے لکڑیاں بجانا اور اس کے علاوہ تو وہ حرام ہے اور گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے آلات لھوولعب کا سننا اور سنانا گناہ ہے اور اس پر بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذّت حاصِل کرنا کُفر ہے اور ناشکری ہے۔ اس حدیثِ پاک میں ملاھی کا ترجمہ مطلق طور پر علامہ قاضی خان نے قوالی مروجہ کیا ہے اب کس کو بولنے کی جرأت ہے اسی طرح فتاویٰ بزازیہ ج۳ص ۳۵۹ پر ہے علامہ ابن بزاز فرماتے ہیں کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **والتلذذ بها کفر** یعنی اس سے لذّت حاصل کرنا کُفر ہے اس کا مطلب ناشکری ہے یعنی قوالی سننے والا اور سنانے والا دونوں اس لئے فاسق ہیں کہ انہوں نے اپنے اعضاء کو مقصد خلقت کے خلاف استعمال کیا چنانچہ ارشاد ہے،

فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجله کفر بالنعمة

''تو اعضاء کو پھیرنا اس کی جانب جس کے لئے وہ پیدا نہ ہوئے تو وہ کفرانِ نعمت ہے۔''

ثابت ہوا کہ ڈھول باجے کے لئے انسان پیدا نہیں کیا گیا لہٰذا وہ گناہ ہے کتنی زیادتی ہے کہ ایسے سخت ترین گناہ میں صحابہ واہلِ بیت جیسی پاک ہستیوں کو ملوث کیا جائے نعوذ باللہ منہ۔ میرے یہ تمام پیش کردہ دلائل بالکل صاف ظاہر حرمت کو ثابت کرتے ہیں کیسی اینچ پیچ یا منطقی فلسفی الجھنوں کی چنداں ضرورت نہیں نہ عبد خارجی نہ عہد ذھنی کے چکروں میں پڑنے کی ضرورت ہے بخلاف ہمارے فاضل مصنف کے محررہ رسالے کے کہ اس میں حلت قوالی کو ثابت کرنے کے لئے بہت منطقی فلسفی تانے بانے بنانے پڑے اور کشتی استدلال کو پتوار پہ چڑھانا پڑا حالانکہ یہ سب کچھ تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہو جائے گا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ردالمحتار ص۴۲۵ پر ارشاد فرماتے ہیں،

عن القرطبی اجماع الائمة علی حرمة هذا الغناء وضرب القضیب والرقص

''امام قرطبی سے روایت ہے کہ ائمہ کا اجماع اس غناء کی حرمت پر ہے اور لکڑیاں بجانے اور رقص کرنے پر ہے۔''

یعنی تمام امام مجتہدین متفقہ طور پر مروجہ موسیقی کو حرام کہتے ہیں غور تو کیجئے کہ علامہ شامی تو کہیں کہ قوالی متفقہ طور پر حرام۔
امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف فقہ اکبر کے شارح ملا علی قاری ص ۲۰۵ پر فرماتے ہیں،

وفی الخلاصة من قرء القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر و یقرب منه ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللّٰہ تعالیٰ و نعت مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیه وسلم وکذا التصفیق علی الذکر الخ

''اور خلاصۃ الفتاوی میں ہے جس شخص نے دف اور لکڑی کی آواز پر قرآن پڑھا اس کی تکفیر کی جائے گی اور اس کے قریب ہے دف اور لکڑی بجانا اللہ عزوجل کے ذِکر کے ساتھ اور نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسی طرح ذکر پاک پہ تالی بجانا ہے۔''
اور درِمختار ص ۲۹۲ پر علامہ علاؤالدین حصکفی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں،

قال ابن مسعود و صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات

''اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اور لھو اور غناء کی آواز دل میں نفاق پیدا کرتی ہے جیسے کہ پانی گھاس اُگاتا ہے۔''
یعنی صحابی رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک کتنا شدید ہے۔ منافقت دو قسم کی ہے پہلی نفاق شرعی جس کا ذِکر قرآنِ پاک میں ہے دوسری نفاق حکمی جس کا بہت جگہ ذکر حدیثِ پاک میں ہے یہاں نفاق حکمی مراد ہے یہ بات واقعی ہے دیکھا گیا ہے کہ جو شخص خواہ پیر ہو یا مُرید قوالی سن سن کر منافقانہ عادات اختیار کر لیتا ہے یہاں تک کہ زبان سے مسلمان اور متبع سنّت ہونے کا دعوے دار ہوتا ہے مگر دل میں کفار کے طور طریقوں سے، شکل وصورت سے اور ڈھول باجے سے محبت ہوتی ہے اسی کا نام منافقت ہے تاریخ انڈونیشیا ص ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ چونکہ ہندوؤں اور بدھوؤں میں عام طور پر گانے بجانے کا رواج تھا بلکہ وہ اس کو اپنی ایک بڑی عبادت سمجھتے تھے لہٰذا صوفیائے کرام نے بھی انہیں دعوتِ اسلام دینے کے لئے جمع کرنے کا اسی کو ایک کامیاب طریقہ سمجھا اور ہندوستان کے موجودہ چشتیہ طریقے کے انداز سے قوالی شروع کر دی ثابت ہوا کہ ڈھول باجے پر عوام کے سامنے قوالی ہندوؤں اور دیگر کفار کا طریقہ اور ان کی ایک عبادت ہے کتنی بدنصیبی کا دَور ہے مسلمانوں کے علماء بھی اس کو عبادت اور سنت سلفاء ثابت کرنے کی خاطر خطرناک کوشش کر رہے ہیں چشتیہ اکابرین نے تو اسے فقط بطور حیلہ استعمال کیا جس طرح کہ دوائی بیمار کو کھلائی جاتی ہے کہ اس سے شفا حاصل ہو یا جال پرندے کے لئے لگایا جاتا ہے کہ قریب آئے یا بھاگے ہوئے جانور کو گھاس دکھایا جاتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قوالی حرام بلکہ فی زمانہ اشد حرام ہے محققین کے نزدیک قوالی وہ حرام اور میٹھی دوائی ہے جو سخت مجبوری کے وقت مُرشِدِ برحق جو دنیائے تصوف کا طبیب حاذق ہے کے مشورے سے بیمار عشق کو دی جاتی ہے اس بیمار کی تین نشانیاں ہیں نمبرا۔ تین دِن بھوکا پیاسا رکھا جائے پھر ایک طرف کھانا پانی اور دوسری طرف قوالی ہو تو کھانے کی پرواہ نہ کرے قوالی کی طرف دوڑے۔ نمبر۲ وجد حقیقی ہو کہ اگر زنان مصر کی طرح انگلیاں بھی کاٹ دی جائی تو معشوق سے دھیان نہ ہٹے۔

نمبر۳۔شریعت کے کسی کام سے غافل نہ ہو۔ جب ایسا بیمار عشق ہوگا تب اس کو سماع کی دوائی دی جائے گی تا کہ اس کو لذّت ذکر یار سے وصال یار کا مزہ آئے چنانچہ عرب کہتا ہے ذِکر المحبوب کو صلہ یعنی محبوب کا ذِکر اس کے ملاپ کی طرح ہے اور عشق کی تڑپ میں کچھ سکون ہو مگر چونکہ میٹھی دوائی تندرست نادان بچے بھی پینا چاہتے ہیں اور پینے کی ضد کرتے ہیں اس لئے عقلمند ڈاکٹر اور طبیب دوائی کو بڑے خفیہ طریقے پر رکھتے ہیں اور غیروں اور نااہلوں سے بچاتے ہیں کیونکہ تندرست اور اس بیماری میں نہ مبتلا شخص جب اس دوائی کو استعمال کرتا ہے تو دیگر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو شخص اپنی مرضی یا نیم حکیم کے مشورے سے دوائیاں کھاتا رہتا ہے وہ ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گا اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار عشق معرفت نہ ہو اور وہ قوالی سنے تو منافقت، غفلت، فسق، گمراہی ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے کہ ہزاروں فسق اور بد معاشیاں انہی قوالیوں کے ذَرِیعے ہو رہی ہیں تو جو شخص علی الاعلان ہر شخص کو قوالی سننے کی دعوت دے رہا ہے وہ درحقیقت بحیثیت نیم حکیم کے خطرہ جان ہے یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے مزامیر کی حرمت تو بالکل اور واضح الفاظ میں با دلائل بیان کی مگر اس کی حلت بڑی قیود اور شرائط کے ساتھ صرف بیمار عشق جیسے حضرات کو بقدر ضرورت دی جس طرح اسلام نے مُردار، شراب وغیرہ کی حرمت بڑے واضح اور بلند الفاظ میں بیان کی مگر بھوک سے مرتے ہوئے شخص کے لئے بڑے قیود کے ساتھ استعمال کی اجازت دی اس لئے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ قوالی سننے کے لئے چھ شرطیں ہیں وہ بی اس لئے کہ قوالی بطور دوائی ہے چُنانچہ فتاویٰ شامی شریف ج پنجم ص ۲۵۶ پر ہے،

واحتاج الی ذالک احتیاج المریض الی الدواء وله شرائط ستة ان لایکون فیهم امرد و ان تکون جماعتهم من جنسهم وان تکون نیة القوال الاخلاص لا اخذ الاجرة والطعام وان لا یجتمعوا لاجل الطعام او فتوح وان لا یقوموا الا مغلوبین وان لا یظهروا وجدا الا صادقین والحاصل انه له رخصة فی السماع فی زماننا لا ن الجنید رحمة الله تعالیٰ تاب عن السماع فی زمانه

''اور محتاج ہو اس کی جانب مریض کی محتاجی کی طرح دوا کا اور اس کی چھ شرطیں ہیں یہ کہ نہ ہو اس میں کوئی اَمرد اور یہ کہ نہ ہو ان کی جماعت ان کی جنس سے اور یہ کہ ہو قوال کی نیت اِخلاص نہ محض حصول اُجرت اور کھانا اور کھانے کے لے اکھٹے نہ ہوں یا روزی کے لئے اور یہ کہ نہ کھڑے ہوں مگر مغلوب الحال اور یہ کہ نہ ظاہر کریں وجد مگر سچے اور حاصل یہ ہے کہ رُخصت نہیں ہے سماع میں ہمارے زمانے میں کیونکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کر لی سماع سے اپنے زمانے میں۔''

پس اس تقریر سے موسیقی پر نعتوں کا مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ وہ بھی قطعاً نادُرست اور ناجائز ہے نیز مزامیر کی قباحت بھی واضح ہوگئی اور کُفر یہ گانوں کی مذمت بھی ہوگئی پھر جو موسیقی پر ذِکر شریف کیا جاتا ہے اس کا حال بھی کھل گیا اور نوبت تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مزامیر کی حرمت تو اپنی جگہ مگر اس کے ساتھ کُفر یہ گانے بھی چل پڑے اور اللہ پاک اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن اور کعبہ اور مدینہ یہ سب کے سب گانوں میں کھیل کود کا سامان بنانے کی کوشش کی گئی۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ

نعت شریف کو اس انداز میں پڑھنا کہ اس میں دف یا بیک گرائونڈمیں کسی ذکر کو کرنا جس سے موسیقی ظاہر ہوتی ہے کیسا ہے؟

سر دست ہم یہاں پر اس مسئلے کی وضاحت بھی کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہ سوال بھی ہمارے دارالافتاء میں آیا اور چند کیسٹیں بھی ہم تک پہنچی اور کچھ فتاوے بھی دستیاب ہوئے کہ نعت شریف کو اس انداز میں پڑھنا کہ اس میں دف یا بیک گراوُنڈ میں کسی ذِکر کو کرنا جس سے موسیقی ظاہر ہوتی ہے کیسا ہے؟

جـــواب اس کا یہ ہے کہ فقیر بھی ایسی ایک دومحفلوں میں شریک ہوا اور نعت خواں اور ذاکرین کو خود دیکھا کہ آواز اور کیسٹیں اس معیار کی ہوجاتی ہیں کہ یقیناً دَف، موسیقی اور ماتم سے بالکل مشابہت کرجاتی ہے اس لئے اس نتیجے پر پہنچا کہ نعت وذِکر تو جاری رہے مگر ایکو ساوٗنڈ ختم کردیا جائے کہ مشابہت کا کوئی پہلو باقی نہ رہے ہم نے چند فتاوے دیکھے جس کا جواب مختصر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک نے لکھا کہ فقیر سراپا تقصیر نے مذکورہ ذِکر کی آڈیو کیسٹ کئی مرتبہ بغور سُنی اس ذِکر کے پڑھنے والوں نے کافی مشق کرکے ذِکر کو ایسے دلکش انداز سے پڑھا کہ قلب حزیں مسرور ہوجاتا ہے حالانکہ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ذکر دف کیساتھ کیا جارہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دَف کا مطلقاً استعمال نہیں کیا گیا اس حقیقت کا انکشاف کیسٹ کو متعدد مرتبہ بغور اور غیر جانبدار ہوکر سننے سے ہوتا ہے ہم اس قیاس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ کیسٹ عدم توجہ سے سنی جائے تو دف اور موسیقی معلوم ہوتی ہے ورنہ توجہ دینے سے آشکار ہوجاتا ہے کہ دف وغیرہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ اس سے تو یہ ظاہر ہوا کہ جو حقیقت ہے اس پر پردہ ڈال دیا ہے اور بمصداق حدیثِ مبارَک کہ **من غش فلیس منا** (الحدیث) جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو حقیقت کو چھپایا اور لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اب از روئے حدیث اپنا مقام پہنچانیں پس حکم شرعی ظاہر پر ہے اور ظاہر آواز دَف ہے پس وہ حکم دَف میں ہے اور ہو ہر حال میں مکروہ ہے اور بعض نے یہ کہا کہ نادرالوقوع ہے کہ آواز دف جیسی خارج ہوتی ہے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے بموجب کہ اگر اتفاقاً اوس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہوجائے تو نہ اوس پر الزام نہ یہ شرعاً ممنوع۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ جزء ثانی ص ۷۵) وہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے تو ایک بات تو یہ ہے کہ جب کیسٹ تیار کی گئی ہے تو وہ اتفاقاً کے دائرے میں ہرگز نہیں ہے بلکہ مستقلاً اور بالقصد ہے پھر اعلیٰ حضرت کے کلام میں اشارہ یہ بھی ہے بلکہ مفہوم آخر کہ اگر بالقصد یہ

طریقہ اپنایا جائے تو ضرور ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور اس مسئلہ کی ایک نظیر یہ بھی ہے جسے مفتی زمن حضور پرنور علامہ مفتی سیّد ریاض الحسن جیلانی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

اذا قرء القرآن علی ضرب الدف و القصب فقد کفر

''قرآن کو دف اور بانسری پر پڑھنا کُفر ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مجیدی کانپور ج ۲ ص ۲۸۱)

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں،

اما التکلف برعایة الموسیقی فمکروہ واذا ادی الی تغییر القرآن فحرام بلا شبهة

''رعایت موسیقی کے ساتھ تو مکروہ ہے جبکہ بتکلف پڑھے اور اگر تغیر قرآن ہو تو بلاشبہ حرام ہے۔''

(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۵۹، بحوالہ ریاض الفتاویٰ)

واضح ہو کہ یہاں موسیقی نہیں بلکہ اس کے قوانین کی رعایت ہے اور ہم پہلے ذِکر کر چکے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کے ذِکر اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر یہ معاملہ ہو تو وہ بھی اسی کے قریب ہے یعنی اگر عین موسیقی ہو تو بالقصد (بالارادہ جائز سمجھ کر) ہمارے فقہاء کے نزدیک کُفر ہے اور بالقصد (بالارادہ) ناجائز سمجھتے ہوئے کرنا حرام اور قوانین موسیقی کی رعایت کی وجہ سے مکروہ نیز یہ بھی رقم فرمایا ہے کہ حکم ہے کہ قرآن پاک کو لحن عرب پر پڑھا جائے لیکن موسیقی پر پڑھنا ناجائز و ممنوع ہے کہ لھو و لعب کا شاہکار ہے امام بیہقی شعب الایمان و امام رزین اپنی کتاب میں بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرماتے ہیں،

افصح العرب و العجم صلی اللہ علیہ وسلم اقروا القرآن بلحون العرب و اصواتها و ایاکم و بحون اهل العشق ولحون اهل الکتابیین و سجی بعدی قوم یرجحون باقرآن ترجیع الغناء و النوح لایجاوز حنا جرهم مفتونه قلوبهم و قلوب الذین یعجبهم شانهم

''قرآن عرب کے لہجے اور آواز سے پڑھو اور اہل عشق (عشقیہ قصیدے) اور یہود و نصاریٰ کے لہجوں سے بچو اور میری بعد عنقریب ایک قوم آئے گی جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے لہجے سے پڑھے گی قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اُترے گا ان کے دل فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے بھی جو اس کی اس ادا کو پسند کرتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دھلی ۱۹۰ ملحق بفضائل القرآن بحوالہ ریاض الفتاویٰ)

اور پھر مشاہدین کا اتفاق ہے کہ جب اس طرح کا مُعامَلہ سامنے آتا ہے تو نعت گو بالا رادہ ساؤنڈ پروگرام سے سیٹنگ کرتا ہے اور اس کے مخصوص بٹنوں کو کھلواتا ہے تو یہ جواز اور سہارا تم کس طرح لے سکتے ہو کہ ہم سے یہ عمل اتفاقیہ صادر ہوا ہے نہ کہ مستقلا؟ پھر ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اگر آواز میں سرور اور راگ ہو تو وہ بھی ممنوع جب کہ تلاوتِ قرآن ہو رہی ہو کیونکہ اللہ کے پاک کلام کو شیطانی عمل سے ملانا ہو جاتا ہے پس اسی طرح نعت خوانی اور ذِکر بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ہے اسے بھی شیطانی عمل سے ملانا قطعا اور حتما جائز نہیں ہے۔

آخر یں ہم اس مسئلے کی وضاحت کے طور پر ایکو ساؤنڈ کی معلومات علماء اور عوام میں پیش کرتے ہیں تا کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

ایکو ساؤنڈ

یہ ایک جدید شکل ہے ایمپلی فائر کی جس طرح مائیک کے مسائل اور اس پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ایکو ساؤنڈ عام ایمپلی فائر سے قیمتاً کافی مہنگا ہے اور اس کی کافی ورائٹیز (مختلف اقسام) مارکیٹ میں دستیاب ہیں شروع میں ایکو ساؤنڈ صرف موسیقی کے پروگراموں میں استعمال ہوتا تھا بعد میں تقاریر اور نعت وقرات کی محفلوں میں رائج ہوا اس مشین میں خاص پروگرام ہوتے ہیں ایک تو ایکو جس کو ریپیٹر بھی کہتے ہیں دوسرے بَیس اور تیسرے گونج۔

ریپیٹر

اس سے پڑھنے والے کی آواز قلقلہ (بار بار) نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جسے بازگشت بھی کہا جا سکتا ہے اور نعت خواں حضرات کی ساؤنڈ پروگرامر سے باقاعدہ سیٹنگ ہوتی ہے اور بعض نعت خواں حضرات یہ خواہش کرتے ہیں کہ اپنے پروگرام میں فلاں کا ایکو ساؤنڈ لگانا وغیرہ وغیرہ عموماً ساؤنڈ پروگرامر ریپیٹر (ایکو) دو ڈھائی نمبر پر چلاتے ہیں اور بعض نعت خوانوں کی ڈیمانڈ پر چار نمبر اور اس سے بھی زیادہ ایکو چلایا جاتا ہے زیادہ ایکو چلانے پر آواز بازگشت کرتی ہے اور زیادہ ایکو کھول دینے پر آواز چار چار چھ چھ بلکہ ہماری معلومات کے مطابق سترہ سترہ مرتبہ لوٹتی ہوئی نکلتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں گونج پیدا ہو جاتی ہے اور گونج شیک ،شیک ، پر ختم ہوتی ہے اور یہ شیک شیک کی گونج قدرے موسیقی کے انداز کو اختیار کرتی ہے۔

بَیس

بیس کا پروگرام یہ ہوتا ہے کہ ساؤنڈ پروگرامر جب چاہے اس بیس کے بٹن سے آواز موٹی کر دے یا آواز باریک کر دے یعنی موٹی آواز کو جب چاہے باریک کر دے اور باریک آواز کو جب چاہے موٹی کر دے اور بیس شارپ یہ موٹی ، باریک اور درمیانی آواز کرنے میں بھرپور مدد دیتا ہے۔

پیڈ مشین

پیڈ مشین کا استعمال خاص طور پر اسٹوڈیوز میں ہوتا ہے اور یہ ایک چھوٹی سی مشین ہے اس کی پروگرامنگ میں ,S.P.D.11 S.P,D.8 فیڈ ہوتے ہیں اور یہ ایکو ساؤنڈ یا مزید اس جیسی مشین میں فٹ کر کے جس انداز میں چاہیں ردھم، سکھن، جھنکار، دَف اور نہ جانے کتنے کتنے اس میں پروگرام فیڈ ہوتے ہیں اور اس کے مدد سے اسٹوڈیو والے کیسیٹ تیار کرتے ہیں اور بہت سے میوزیکل پروگرام اور کہیں کہیں محفلِ نعت میں بھی اس کو چلایا جاتا ہے اور کیسٹیں شائع کرنے والے اگر عام ایکو ساؤنڈ سے پروگرام ریکارڈ کرتے ہیں تو اس کیسٹ کی صفائی اور اس میں کسی قسم کی خامی کو دُور کرنے اور اس کو مزید صاف اور بہتر بنانے کے لئے اسٹوڈیو والے کو دیتے ہیں اور وہ اس کی صفائی میں طے شدہ روپوں میں یہ کام کر کے دیتے ہیں جو کو آسان الفاظ میں کمپیوٹر میوزک کہتے ہیں۔

ذکر شاذلی

یہ ذِکر سانس کے ذَریعے یعنی زبان کو تالو پر لگا کر کیا جاتا ہے یہ ذِکر بہت مشہور ہے اور ذِکر شاذلی بلادعرب میں رائج ہے پاک و ہند میں یہ ذِکر صرف شاذلیہ سلسلے والوں میں ہے برصغیر میں یہ ذِکر اتنا رائج نہیں کچھ عرصے سے کراچی شہر میں کچھ لوگوں نے اس ذِکر کو نعت خوانی میں نعت کیساتھ کرنا شروع کیا اس طرح کہ ایک نعت خواں نعت پڑھتا ہے اور چار چھ افراد الگ الگ مائیک لے کر ذِکر کرنے والوں کی آواز نعت خواں سے قدرے پست ہوتی ہیں اور یوں نعت کے بیک گراؤنڈ میں ان ذاکرین کی آوازیں ہوتی ہیں۔ ذاکرین مائیک کو بالکل ہونٹوں سے لگا کر ذِکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہونٹوں کی حرارت، ناک سے خارج ہونے والی ہوا اور ہونٹوں کو مائیک پر بار بار مارنے سے اس مائیک پر آواز کو رپیٹر، جھنکار اور گونج کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ایکو ساؤنڈ ماتم، دَف یا موسیقی کی طرف پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ممانعت صاف ظاہر اور اس طرح ایکو ساؤنڈ کا استعمال شرعاً ممنوع اور گناہ ہے اور شیطان کی پیروی ہے۔ ہمارے سامنے مفتی اعظم پاکستان مفتی اشفاق احمد رَضوی مدظلہ العالی (خانیوال) سے جب یہ سوال پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ نعت ذکر اللہ کو لھوالحدیث سے کسی طور کوئی مطابقت نہیں مگر ایکو ساؤنڈ میں اس بات کا امکان ہے کہ وہ ذِکر کو تبدیل کر دے چنانچہ ایکو ساؤنڈ سے بچا جائے پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے۔

واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

کتبہ مفتی سیّد اکبر الحق رَضوی

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

۲۸، اکتوبر ۲۰۰۲ء